سلطنتِ عثمانیہ کے ابتدائی آثار

ارطغرل اور عثمان کے کارنامے

اردو چینل

گجانن کالونی، گوونڈی، ممبئی۔ 400043

www.urduchannel.in

ختم نبوت ﷺ زندہ باد

عظمت صحابہ زندہ باد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈمن "**اردو بکس**" آپ سے مخاطب ہے۔

آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:

- ❖ گروپ میں صرف کتب پوسٹ کی جاتی ہیں لہذا کتب کے متعلق اپنے کمنٹس وریویوز ضرور دیں۔ گروپ میں بغیر ایڈمن کی اجازت کے کسی بھی قسم کی (اسلامی و غیر اسلامی، اخلاقی، تحریری) پوسٹ کرنا سختی سے منع ہے۔
- ❖ گروپ میں معزز، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے ممبرز موجود ہیں اخلاقیات کی پابندی کریں اور گروپ رولز کو فالو کریں بصورت دیگر معزز ممبرز کی بہتری کی خاطر ریموو کر دیا جائے گا۔
- ❖ سب سے اہم بات:

گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخِ رسول، گستاخِ امہات المؤمنین، گستاخِ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، گستاخ اہلبیت یا ایسے غیر مسلم جو اسلام کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی و ذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جوائن کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔

- ❖ تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے فری آف کاسٹ وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔
- ❖ ہمارا اردو کتب کا وٹس گروپ جوائن کرنے کے لئے درج ذیل لنکس پر کلک کریں ہر دو کیٹیگری میں صرف ایک ہی گروپ جوائن کریں اگر پہلے سے جوائن ہیں تو اس کو سکپ کر دیں۔ عمران سیریز کے شوقین عمران سیریز گروپ جوائن کر سکتے ہیں۔

اردو بکس 1	https://chat.whatsapp.com/EFrs3uGTgEm2319kK0wfu2
اردو بکس 2	https://chat.whatsapp.com/Ke9odWnuu7T9zRUGgYEcYV
اردو بکس 3	https://chat.whatsapp.com/IEl5cejf7Xc0b1HjApSyxI
اردو بکس 4	https://chat.whatsapp.com/J2HwtCI39spKjifu3aC61i
1 New 💖 Books	https://chat.whatsapp.com/EFrs3uGTgEm2319kK0wfu2
2 New 💖 Books	https://chat.whatsapp.com/D9yLIpv8dLVJHLjuVNIAtk
3 New 💖 Books	https://chat.whatsapp.com/I5dFInQasVTLcmKrbpa1bv
عمران سیریز 1	https://chat.whatsapp.com/Ggokw9DndA68GCuURnNA2H
عمران سیریز 2	https://chat.whatsapp.com/C11xpIXfws3JRqn8gSt3LZ

گروپ فل ہونے کی صورت میں ایڈمن سے وٹس ایپ پر میسج کریں۔ برائے مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہرگز نہ کریں۔ ورنہ گروپس سے ریموو کر دیا جائے گا اور بلاک بھی کیا جائے گا۔

0306-7163117 — محمد سلمان سلیم

0343-7008883 — پاکستان زندہ باد

0333-8033313 — راؤ ایاز

پاکستان زندہ باد

پاکستان پائندہ باد

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو

سلطنتِ عثمانیہ کے ابتدائی آثار

ارطغرل اور عثمان کے کارنامے

اردو چینل

گجانن کالونی، گوونڈی، ممبئی۔400043

www.urduchannel.in

اس کتاب کی تیاری میں https://www.urduweb.org/ پر موجود اٹلس مملکتِ عثمانیہ جیسی ضخیم کتاب کے نوٹس (تیار کردہ ربیع م) پر انحصار کیا گیا ہے۔

فہرست

ارطغرل اور عثمانیوں کی اصل	1
مغربی اناطولیہ میں عثمانی امارت کا قیام	2
عثمانی امارت کے محل وقوع کی اہمیت	3
اسکی شہر: عثمانیوں کا پہلا دارالحکومت	5
عثمان اول	6
عہد امارت: 1281-1324	7
عثمان کا خواب	8
عہد عثمانی کی ابتداء میں سیاسی تعلقات	9
امارت عثمانیہ کا پھیلاؤ	12
قلعہ قرہ جہ حصار	12
بیلہ جک، یار حصار اور اینہ گول قلعوں کی فتح	13
سلاجقہ روم کا سقوط اور امارت عثمانیہ کی خودمختاری	14
معرکہ بافیوس	16
بازنطینی اور منگولوں کے درمیان قربت	19
ینی شہر اور ارد گرد کے علاقوں کی فتح	21
نقشے	25

عثمانیوں کی اصل

ترک عثمانی" زرد نسل "یا" منگول نسل " کی جانب منسوب ہیں، یہ وہ نسل ہے جس کی جانب منگول، چینی اور مشرقی ایشیا کی دوسری اقوام منسوب ہیں، ترکوں کا پہلا وطن وسطی ایشیا میں مشرق میں الطائی پہاڑی سلسلے سے مغرب میں بحر قزوین کے درمیان واقع علاقے تھے، یہ مختلف قبائل اور خاندانوں میں منقسم تھے، جن میں سے ایک قایی قبیلہ تھا یہ اغوز ترک (ghuz () Turks) ہیں جنہوں نے منگولوں کے چنگیز خان کی قیادت میں خراسان پر قبضے کے بعد اپنے سردار کندزالپ کے زمانے میں آرمینیا کے شمال مغرب میں واقع چراگاہوں کی جانب سے خلاط شہر کی طرف ہجرت کی۔

جبکہ بہت سے مؤرخین کے نزدیک اس خاندان کی سیاسی زندگی پردہ اغماض میں چھپی ہے اور حقائق سے زیادہ کہانیاں منسوب ہیں اور ان کے بارے میں بس اتنا ہی معلوم ہے کہ یہ خاندان اس علاقے میں کچھ عرصہ ٹھہرا رہا۔ اس قول کی صداقت ان بہت سے پتھروں اور قبروں سے ہوتی ہے جن کی خاندان عثمان کے اجداد کی جانب نسبت کی جاتی ہے۔ دستیاب معلومات سے پتا چلتا ہے کہ اس خاندان نے خلاط کے علاقے کو تقریبا 1229ء میں سلطان جلال الدین خوارزمی کی بپا کردہ جنگوں کے نتیجے میں اس علاقے کے بدلتے عسکری حالات کے دباؤ تلے چھوڑ دیا تھا اور دریائے دجلہ کے حوض کے علاقوں کی جانب ہجرت کر آئے تھے، ڈاکٹر محمد سہیل طقوش: تاریخ العثمانیین ص 25

" کندزالپ "اپنے خاندان کی حوض دجلہ کی جانب ہجرت کے اگلے سال ہی فوت ہو گیا، اس کے بعد اس خاندان کی سربراہی اس کے بیٹے سلیمان اور پھر اس کے بعد اس کے پوتے ارطغرل نے سنبھالی۔ جس نے اپنے خاندان کے ساتھ ارزینجان شہر کی جانب سفر کیا جو کہ سلاجقہ

اورخوارزمیوں کے درمیان میدان جنگ تھا۔ وہاں ارطغرل عظیم سلجوقی مملکت کے بکھرنے کے بعد بننے والی مختلف سلجوق امارتوں میں سے ایک سلجوقی امارت سلطان قونیہ کے سلطان علاء الدین سلجوقی کی خدمت میں پیش ہوا اور خوارزمیوں کے خلاف جنگوں میں اس کی مدد کی۔ جس نے بدلے میں اسے انقرۃ شہر کے قریب کچھ سرسبز علاقے جاگیر کے طور پر عطا کئے۔ ارطغرل سلجوقیوں کا حلیف رہا۔ یہاں تک کہ سلجوقی سلطان نے اناضول کے انتہائی شمال مغرب میں بازنطینی مملکت کی سرحدوں کے قریب "اسکی شہر" کے گردسکود کے علاقے میں جاگیر عطا کی اور ارطغرل کو "اوج بکی" یعنی سرحدوں کے محافظ کا لقب دیا۔ یہ لقب سلجوقی حکومت کی رسوم کے مطابق تھا جو کہ کسی بھی قبیلے کے سردار کو دیا جاتا تھا۔ جس کے حکم کی تعظیم کی جاتی اور اس کے ماتحت کئی چھوٹے خاندان ہوتے تھے۔ اس طرح سے اس خاندان نے یہاں ترکمان امارتوں کے پڑوس میں اپنی نئی زندگی شروع کی۔ اس طرح سے سلجوقیوں نے رومیوں کے خلاف ایک طاقتور حلیف پیدا کرلیا جو رومیوں کے خلاف جہاد میں شریک ہوتا، یہ تعلق ارطغرل کی ساری زندگی قائم رہا، یہاں تک کہ 699ھ/ 1299ء میں اس کی وفات ہوئی تو اس کے بعد سیادت اس کے بیٹے عثمان نے سنبھالی جو کہ اپنے باپ کی بازنطینی رومیوں کے علاقوں میں توسیع کی سیاست پر گامزن رہا۔

مغربی اناطولیہ میں عثمانی امارت کا قیام

عثمانی امارت دوسری ترکمان امارتوں کی طرح قائم ہوئی۔ جنہوں نے سلاجقہ روم کے بطن سے جنم لیا، اس کا آغاز ان کے سردار ارطغرل کی سلجوقی سلطان علاء الدین کیقباد کی خدمات کے نتیجے میں ہوا۔ (616-634ھ/ 1219-1237م) یہ امارت چھوٹے رقبہ پر پھیلی ہونے کے باوجود مندرجہ ذیل خوبیوں سے ممتاز تھی۔ اس معروف تجارتی راستے کے قریب تھی جو بازنطینی علاقوں کو مشرق کے ان علاقوں سے ملاتا تھا جن پر منگولوں کا قبضہ تھا۔

یہ واحد امارت تھی جس نے بازنطینی علاقوں کے لئے سرحدی محافظ کا کام کیا تھا جو ابھی تلک فتح نہیں ہوئے تھے۔اس خصوصیت کی بنا جہاد و جنگ کے شوقین ترکمان رضا کار، درویش، منگولوں کے ظلم و جبر سے بھاگے کاشت کار جنہیں اپنی زرعی سرگرمیوں کیلئے یہ زرخیز زمین مناسب معلوم ہوئی ان کی جانب کھنچے چلے آئے۔امارت کی وحدت کا بطور خاص خیال رکھنا، بالخصوص انتقال اقتدار کے موقع پر ایک وارث کی جانب منتقلی،اس سیاست نے دوسری ہمسایہ امارتوں کے مقابلے میں اہم خوبی کی شکل اختیار کی جو انتقال اقتدار کے وقت مختلف ٹکڑوں میں بٹ جایا کرتی تھیں۔حکومت میں مرکزیت کی سیاست کا نفاذ اس کے ساتھ ساتھ علاقے کی دوسری سیاسی اور معاشرتی قوتوں کے ساتھ لچکدار اتحاد قائم کرنے کا اسلوب۔

چونکہ ارطغرل عالی ہمت شخص تھا، چنانچہ اس نے سلجوقی سلطان کے عطا کردہ علاقے اس کے دیئے گئے لقب اور سرحد کی نگرانی اور حفاظت پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ سلطان کے نام سے اناضول میں بازنطینی علاقوں پر حملے شروع کر دیئے۔چنانچہ اسکی شہر پر قبضہ کیا اور اسے اپنی امارت میں شامل کر دیا۔اس طرح سے نصف صدی تک جو کہ اس نے اس سرحدی علاقے پر امیر کی طرح گزارے اپنی امارت کو توسیع دیتا رہا اور 680ھ/ 1281ء کو لگ بھگ 90 سال کی عمر میں وفات پائی۔

عثمانی امارت کے محل وقوع کی اہمیت

اپنے باپ کی وفات کے بعد عثمان نے منصب سیادت سنبھالا اور ان کی ہی جانب یہ مملکت منسوب ہوئی۔جو کہ حقیقی معنوں میں اس مملکت کے بانی تھے۔ان کے زمانے میں ہی عثمانی ترکوں کی عسکری اور سیاسی بنیادیں طے ہوئیں۔جبکہ ان کی دینی بنیاد وسطی اور مغربی ایشیا میں ترک ماحول میں پھیلے اسلامی اثر و رسوخ کے باعث پہلے ہی مضبوطی سے قائم ہو چکی تھی۔

عسکری پہلو سے امارت عثمانیہ کے محل وقوع کا اس کی کامیابی میں گہرا ہاتھ تھا۔ سوغوت (سکود) شہر بلندی پر واقع تھا۔ جس سے ایک تو اس کا دفاع آسان تھا اور دوسری جانب یہ قسطنطنیہ سے قونیہ جانے والے مرکزی راستے پر تھا۔ اس مرکز کی اہمیت اس علاقے کی انتشار کی شکار سیاست میں پنہاں تھی، جس نے چھوٹی چھوٹی اکائیوں کو پہلے سے زیادہ اہمیت دے رکھی تھی۔

بازنطینی مملکت کی ہمسائیگی نے جنگ و جہاد کی سرگرمیوں کو بڑھانے اور سلاجقہ روم کی مملکت کا تمام بازنطینی علاقوں کی فتح اور انھیں اسلامی مملکت میں شامل کرنے کا خواب پورا کرنے کا موقع فراہم کر رکھا تھا۔ اس خواب کی تکمیل میں بازنطینی مملکت اور اس کے ارکان میں نمودار ہونے والی کمزوری نے مزید تحریض پیدا کی۔ جس نے مغربی اناضول میں توسیع میں آسانی اور بجائے اس کے کہ اپنے مسلم ہمسایہ ریاستوں کی جانب توجہ کی جائے، درہ دانیال عبور کر کے جنوب مشرقی یورپ میں داخلے کی راہ ہموار کی۔ اس کے ساتھ ساتھ بازنطینی یورپ میں مختلف جنگوں میں مشغول تھے۔ علاوہ ازیں اس علاقے میں بازنطینی مملکت کی قوت کی کمزوری میں کوئی مبالغہ نہیں لیکن ان تمام فتوحات میں ارطغرل اور عثمان کی محنتوں سے قائم کردہ امارت عثمانیہ کی سٹریٹجک اہمیت کا دخل اس سے زیادہ ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ کہ بازنطینیوں نے میخائل ہشتم اور اندرونیکوس دوم (681-728ھ/ 1282-1328ء) میں سے ہر ایک کے دور میں بیثینیا (Bithynia) کے علاقے میں ترکی یلغار کو روکنے کیلئے سرحدوں کو قلعہ بند کیا جو کہ دریائے سقاریا کو عبور کر کے اس علاقے کے شہروں تک آتے تھے، لیکن یہ قلعہ بندیاں اس دریا کے پورے بہاؤ پر جنوب سے لے کر شمال اور مغرب تک عثمانی نقل و حرکت کے سامنے بے فائدہ تھیں۔

اس کے ساتھ ساتھ اس علاقے کی دو بڑی مملکتیں سلجوقی مملکت اور بازنطینی مملکت اپنی طویل باہمی کشمکش کے نتیجے میں کمزوری کی حالت کو پہنچ چکی تھیں۔ پہلی مملکت کو تاتاری

(منگول) یلغار کا سامنا تھا اور دوسری مملکت کو لاطینی حملوں کا سامنا تھا۔ جس نے اناضول میں سیاسی اور عسکری خلا پیدا کر رکھا تھا۔ یہی وہ وجہ ہے جس نے ایسی مملکت کے ظہور کا موقع فراہم کیا جوان دونوں بکھرتی مملکتوں کے ملبے پر اس خلا کو پورا کر سکے۔

سیاسی پہلو سے عثمان نے اپنی امارت کو منظّم کرنے میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوالیا تھا۔ کیونکہ اس کے عہد میں ہی عثمانیوں نے قبائلی خانہ بدوشی نظام سے مستقل حکومتی نظام کی جانب جست لگائی تھی۔ جس نے اس کے مرکز کو مضبوط کرنے اور تیزی سے ایک عظیم مملکت بننے میں مدد کی۔ پھر اس امارت کے مرکز کا نصرانی دنیا کے ہمسائے میں اناضول کے شمال مغرب میں واقع سرحدی علاقہ ہونے کی وجہ سے عثمانیوں پر مخصوص سیاسی اور عسکری نہج اپنانا لازم کر دیا تھا اور اناضول کی تاریخ میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ وہ امارتیں جو سرحدوں پر پروان چڑھیں ان میں اندرونی امارتوں کی نسبت پروان چڑھنے اور پھیلاؤ کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ سلجوقی سلطان علاءالدین کیقباد سوم (696–701ھ/ 1296–1301ء) نے عثمان کی خدمات کا تہہ دل سے مشکور ہوا اور اسے عثمان غازی، عثمان پاشا اور حارس الحدود العالی الجاہ کا لقب عنایت کیا۔

اسکی شہر: عثمانیوں کا پہلا دارلحکومت

یہ ترک شہر ہے جو کہ اناطولیہ (اناضول) کے شمال مغرب میں دریائے بورسک کے کنارے انقرۃ سے تقریباً 206 کلومیٹر جنوب مغرب میں واقع ہے۔ یہ اسی نام کے صوبے کا دارلحکومت بھی ہے۔ اسکی شہر کا مطلب ہے قدیم شہر۔ یہ Dorylaeum شہر کی جگہ پر قائم ہوا جو عربوں کے ہاں دورلیہ (Dorylee) کے نام سے معروف تھا۔ جسے اموی قائد عباس بن ولید نے 89ھ/ 708ء میں فتح کیا، اور حسن بن قحطبہ 161ھ/ 778ء میں یہاں پہنچے۔

گیارہویں صدی عیسوی میں اسکی شہر سلجوقیوں اور صلیبیوں کے درمیان فیصلہ کن

معرکوں کا میدان جنگ تھا، 1175ء میں شاہ مانویل کومنینوس (Manuel I komnenos) نے یوروک قبائل کو یہاں سے نکالنے کے بعد جو کہ شہر کے پڑوس میں مقیم تھے اسے قلعہ بند کیا۔ مگر اگلے سال ہی سلجوقی سلطان قلیچ ارسلان کے دباؤ تلے وہ ان قلعہ بندیوں کو منہدم کرنے پر مجبور ہو گیا۔ 13ویں صدی کے دوسرے نصف میں ارطغرل بیگ عثمانیوں کے جدامجد نے اس کے ہمسائے میں اپنے قائم کئے۔ 14ویں صدی میں یہ شہر مملکت عثمانیہ کا پہلا دارالحکومت بن گیا۔ 1877 کی جنگ کے بعد بلقان کے علاقوں سے مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد نے اس کی جانب ہجرت کی۔ جس نے اس کی اقتصادی سرگرمیوں میں اضافے اور باسیوں کی تعداد پر مثبت اثر ڈالا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران عثمانیوں نے بہت سے لبنانیوں کو یہاں ہجرت پر مجبور کیا، جن کے مملکت کے ساتھ مخلص ہونے میں شک تھا اور خوف تھا کہ وہ مخالف تحریک بپا کر سکتے ہیں۔

عثمان اول

ابوالملوک سلطان غازی عثمان خان اول بن ارطغرل بن سلیمان شاہ قایوی ترکمانی

ولادت اور ابتدائی حالات:

عثمان 8 صفر 656ھ/ 13 فروری 1258ء کو پیدا ہوئے۔ یہ وہی دن ہے جب منگول لشکر نے خلافت عباسیہ کے دارالحکومت بغداد کو تاراج کیا اور وہاں کے باسیوں کا قتل عام کیا۔ عثمان کے ابتدائی زندگی کے بہت کم حالات ملتے ہیں لیکن اکثر مراجع سے پتا چلتا ہے کہ ان کی ولادت "سکود" شہر میں ہوئی جسے ان کے والد نے اپنی امارت کا دارالحکومت بنایا تھا۔

عثمان کی زندگی کے اس مرحلہ کے بارے میں کم معلومات میسر آنے کی وجہ یہ کہ اس سلسلے میں سب سے قدیم اور معروف مصدر سمجھی جانے والی کتب ان کی وفات کے لگ بھگ سو

سال بعد لکھی گئیں۔ ان مصادر میں: دستان وتواریخ ملوک آل عثمان جو کہ بایزید اول کے زمانے کے مشہور شاعر "احمد بن خضر تاج الدین 1334-1413 کی تصنیف ہے جو کہ احمدی کے لقب سے معروف تھے۔ اسی طرح ایک کتاب "بہجۃ التواریخ" جو کہ مورخ شکر اللہ (1464ء) کی تصنیف ہے، اسی طرح تاریخ آل عثمان درویش احمد عاشق باشازادہ (1400-1484ء) کی تحریر کردہ ہے۔

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ مذکورہ مصادر کے بھی اصلی نسخے باقی نہیں رہے بلکہ ان سے کئی سال بعد نقل تیار کی گئی۔ اس لئے اس بات کا احتمال موجود ہے کہ ان میں سے کچھ معلومات ذکر ہونے سے رہ گئی ہوں۔ جبکہ کچھ مورخین کے خیال میں ان کیا صلی نسخوں سے ہو بہو نقل تیار کر لی گئی تھی اس لئے ان نقول اور اصلی نسخوں میں کوئی فرق نہیں۔

امام احمد بن سلیمان بن کمال پاشا الحنفی (940ھ/1534ء) "تاریخ آل عثمان" کے مصنف کے مطابق عثمان ارطغرل کی سب سے چھوٹی اولاد تھے۔ ان کی ولادت "سکود" شہر میں ہوئی جس کے وہ حاکم تھے۔ مگر ان کے مطابق ان کی ولادت 652ھ کو ئی ہوئی، اسی طرح ان کے مطابق والدہ کا نام "خایمہ خاتون" تھا۔ جبکہ بعض مصادر کے مطابق یہ دادی کا نام تھا۔

کم عمری میں ہی گھڑ سواری تیراندازی اور کمند کے ذریعے شکار میں مہارت حاصل کی اور اپنے تمام بھائیوں سے اس میدان میں زیادہ ماہر تھے۔ اسی طرح دین اسلام کی بنیادی باتیں سیکھیں، مشائخ صوفیہ کے قریب ہوئے اور ان سے متاثر ہوئے جن میں سرفہرست ان کے استاد الشیخ "ادہ بالی" تھے عثمان کی شخصیت اور طرز زندگی پر ان کا گہرا اثر تھا۔

عہد امارت: 1281-1324

ارطغرل کی وفات کے بعد عثمان اپنے باپ کیجانشین بنیاور امارت اور قبیلہ "قایی" کے معاملات انھوں نے سنبھال لئے، اس وقت ان کی عمر (راجح قول کے مطابق) لگ بھگ 24

سال تھی۔

اکثر مورخین کے مطابق عثمان پرامن طریقے سے امارت حاصل نہ کر پائے۔ کہا جاتا ہے کہ حصول امارت کیلئے اسے اپنے اقرباء سے جنگ کرنا پڑی تا کہ سب سے پہلے انھیں اپنے راستے سے ہٹا سکیں۔ جبکہ اس معرکہ کی نوعیت کیا تھی کس کے ساتھ بپا ہوا، کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوئیں اس سلسلے میں مختلف تاریخی روایات پائی جاتی ہیں جن میں مورخین نے اختلاف کیا ہے۔ اکثر روایات کے مطابق اس معرکہ کے فریقین میں دوسرا فریق عثمان کا چچا "دوندار غازی" تھا جسے تمام قبائل اپنے بھتیجے سے زیادہ امارت کا حقدار سمجھتے تھے۔ جبکہ جنگجوؤں اور شہسواروں نے عثمان کی حمایت کی۔ یہ بات صحیح طرح سے معلوم نہیں کہ کس طرح جنگ کی آگ بھڑکی، یہ معرکہ کیسے جاری رہا اور اس نے کیا شکل اختیار کی، لیکن بالآخر عثمان غالب آ گئے اور ان کا چچا مارا گیا۔ اس کے علاوہ بھی مختلف روایات مذکور ہیں۔

عثمان کا خواب

کچھ ترک روایات میں عہد عثمان کے ابتداء کا ایک واقعہ ملتا ہے جس پر قدیم مسلم مؤرخین (بالخصوص ترک) نے بہت تبصرے کئے۔ جبکہ معاصر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ یہ واقعہ مملکت عثمانیہ کے ظہور اور پیش قدمی کی حجت کے وسیلے اور اسے ایک روحانی ہالہ بخشنے کے سوا کچھ نہیں۔ بالخصوص جبکہ خلفاء عثمان نے بہت سی اہم کامیابیاں حاصل کیں، کئی صدیوں کے افتراق کے بعد ممالک اسلامیہ کو متحد کرنے میں کامیاب ہوئے۔ خلافت کا عملی احیاء کیا جبکہ اس سے قبل منگولوں کے ہاتھوں آخری عباسی خلیفہ "مستعصم باللہ" کے قتل کے بعد خلافت اور خلیفہ کی محض شکل ہی باقی رہی تھی جو ممالیک مصر کی حفاظت میں ہوتا تھا۔ اسی طرح انھوں نے وہ کامیابی حاصل کی جو اس سے پہلے کسی مسلم حکمران خاندان کو نصیب نہ ہو سکی۔ یہ کامیابی "فتح قسطنطنیہ" اور مشرقی

یورپ میں ان کی فتوحات تھیں۔

اس واقعہ کی تفصیل کچھ یوں ھے:

غازی عثمان نے اپنے مشہور شیخ " ادہ بالی " سے درخواست کی کہ وہ اپنی بیٹی "مال خاتون" کی شادی اس سے کردیں۔لیکن شیخ نے اسے اپنا داماد بنانے سے انکار کردیا،اس دوران ایک بار عثمان شیخ کے پاس مہمان تھے۔انھوں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ ایک ہلال (پہلی رات کا چاند)ان کے میزبان (شیخ ادہ بالی) کے سینے سے نکل کر چودھویں رات کا چاند بن کر ان کے سینے میں آجاتا ہے پھر ان کی پشت سے سے ایک درخت نکلتا ہے جو بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا سایہ ساری زمین کو ڈھانپ لیتا ہے۔اس کے نیچے 3 پہاڑ ہیں اور اس کی جڑوں سے چار دریا نکل رہے ہیں اور اس درخت کے پتے نیزوں اور تلواروں کی مانند ہوا انھیں قسطنطنیہ شہر کی جانب چلا کر لے جارہی ہے۔

عثمان نے جب یہ خواب "ادہ بالی'' کو سنایا تو انھوں نے یہ تعبیر بیان کی کہ اس کے اور اس کے بیٹوں کی شان وشوکت میں اضافہ ہوگا۔چنانچہ انھوں نے اپنی بیٹی کی اس سے شادی کی اور ان کیلئے دعائے خیر کی۔

عھد عثمانی کی ابتداء میں سیاسی تعلقات

سیاسی میدان پر نمودار ہونے کے ساتھ ہی عثمان کو شیخ "ادہ بالی " کے ساتھ رشتہ مصاہرت کی وجہ سے زعیم جہاد کا لقب حاصل ہوگیا۔بہت سے مؤرخین کے نزدیک عثمان کی الشیخ ادہ بالی کی بیٹی سے شادی ان کا پہلا دانشمندانہ سیاسی قدم تھا۔کیونکہ یہ شیخ "فرقہ بابائیۃ " کے قائد تھے جو کہ "بابا اسحٰق" کی جانب منسوب تھا۔جس نے سلاجقہ روم کے خلاف لگ بھگ 1239 میں انقلابی تحریک چلائی تھی۔یہاں تک کہ انھیں گرفتار کرلیا گیا اور پھر 1241ء میں پھانسی دے دی گئی،عثمان اور اس جماعت کے قائد کے درمیان رشتہ مصاہرت عثمانیوں اور امارت کرمیان کے

درمیان دشمنی کے تعلق کی وجہ بھی بیان کرتا ہے۔ کیونکہ یہ معروف ہے کہ "خاندان کرمیان" کو سلاجقہ کی جانب سے بابائی انقلابی تحریک کا قلع قمع کرنے کے بدلے میں انعام واکرام سے نوازا گیا۔عثمان نے اپنی عہدامارت کی ابتداء میں ہمسایوں کے ساتھ تعلقات میں سیاسی پختگی کا مظاہرہ کیا۔اس کے اتحاد اور معاہدے قبائلی و دینی خطوط بھی عبور کرتے رہے۔ یقیناً اس نے اس سلسلے میں اپنی جبلت اور اپنے مستقبل کے سیاسی خوابوں کو بھی مدنظر رکھا ہوگا۔مگر اس کے باوجود اس نے اپنے قائم کردہ خاندانی تعلقات کے مستقبل کے نتائج کا اندازہ لگانے میں کبھی لغزش نہیں کھائی۔ اس نے سلاجقہ روم کی سیاسی ثقافت کی کا ہی اعادہ کیا جو کہ اس کی امارت کی ضروریات سے ہم آہنگ تھیں،۔وہ ترک اسلامی اور بازنطینی رسوم کے درمیان ہم آہنگی میں اپنی ہمسایہ ترکمان امارتوں سے زیادہ ماہر تھا۔

عثمان کا اپنے ہمسایہ بازنطینی شہروں اور بستیوں کے حکام ساتھ رویہ ہمیشہ تعاون سے بھرپور رہا۔جس کی ایک مثال عثمان اور " ہرمنکایا" بستی کے حاکم" کوسہ میخائیل " کے درمیان دوستی کا رشتہ استوار ہوگیا۔ جہاں تک اس کا منگولوں (جن کی اکثریت مغربی اناضول کے اطراف میں منتقل ہوچکی تھی) اور کرمیانیوں کے ساتھ تعلق تھا تو وہ دشمنی پر مبنی تھا۔ کیونکہ ترک عموماً منگولوں کے خلاف دشمنی کے احساسات رکھتے تھے اور پھر کرمیانی راجح قول کے مطابق " اوغوز" نہیں تھے۔ بہرحال یہ واضح ہے کہ منگول اور کرمیانیوں کے مابین امارت کے ابتداء میں شدید کشمکش جاری تھی۔اسی طرح عثمان نے "الاخیان"یعنی الاخوان جماعت سے اتحاد قائم کرلیا۔ یہ مخیّر حضرات کی جماعت تھی جو کافی مشہور تھی یہ جماعت مسلمانوں کی مالی مدد کرتی تھی۔ان کی میزبانی کے فرائض سرانجام دیتی تھی اور غازیان اسلام کی خدمت کیلئے لشکروں کا ساتھ دیتی تھی۔اس جماعت کے اکثر اراکین کا تعلق بڑے بڑے تاجروں سے تھا۔جنہوں نے اپنی دولت اسلامی خدمات کیلئے وقف کررکھی تھی۔سماجی کام مثلاً مساجد، خانقاہوں، دوکانوں اور ہوٹلوں کی تعمیر، عامۃ الناس میں ان لوگوں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔اس جماعت میں ممتاز علماء بھی شامل

تھے جو اسلامی تہذیب کی ترویج کا فریضہ سرانجام دیتے تھے اور لوگوں کے دلوں میں تمسک بالدین کا جذبہ بیدار کرتے تھے۔

اسی طرح اناضول آنے والے ترکمان قبائل کے ساتھ اتحاد قائم کیا جنہیں اس سرحدی علاقوں کیلئے بالعموم اور عثمانی امارت کیلئے بالخصوص دھڑکتے قلب کی سی حیثیت حاصل تھی۔ کیونکہ یہ شہروں میں مستقل بسنے والے ترک باشندوں سے زیادہ سرگرم اور فعال رہتے تھے۔ اسی طرح "المیاندر" اور "بفلاغونیۃ" کے علاقے میں بسنے والے بہت سے ترکمانوں نے اس کی سپاہ میں شامل ہونا پسند کیا۔ یہ اچھے جنگجو ترک تھے جو جہاد وقتال کے شوقین تھے۔ ان میں سے اکثر طریقت کے مختلف شیوخ میں سے ایک یا کسی تکیہ کی جانب منسوب تھے جہاں سے انھوں نے شریعت اسلامیہ کی بنیادی باتوں کے ساتھ ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کے معانی سیکھے تھے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے ترکمان بھی تھے جو مختلف وجوہات کی بنیاد پر دین اسلام کے ساتھ اتنی پختہ وابستگی نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ عثمان نے مختلف شیوخ اور درویشوں کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ ان کی اسلامی تربیت کریں اور انھیں اسلامی اقدار میں رنگیں جو کہ دارالسلام کی توسیع اور نئے علاقوں کی فتح کیلئے اہم کردار ادا کر سکیں۔ درحقیقت یہ شیوخ اور درویش "اولیاء خراسان" کے طریقوں کی ترویج کیلئے انتہائی پرجوش تھے۔ چنانچہ انھوں نے نئے آنے والے لوگوں کی خوشدلی سے تربیت کی۔ جبکہ ترتیب اقتدار کے اعتبار سے عثمان ابتداء میں "قسطمونی" میں بنوشیبان کے امیر کے ماتحت تھا۔ پھر "کوتاہیہ" میں امیر کرمیان کے واسطہ سے سلجوقی سلطان کے جو کہ تبریز میں منگول خان کے تابع تھا۔ درحقیقت سلجوقی سلطان اس دورانئے میں اپنی سلطنت پر عملی تسلط کھو چکا تھا اور منگول خان اناضول میں مقامی حکمرانوں کے ذریعے معاملات چلاتا تھا۔ سرحدی امراء پر لازم تھا (جس میں عثمان بھی شامل تھا) کہ منگول خان کے مطالبہ پر اپنے فوجیوں کو روانہ کریں۔ بہرحال ائمہ مساجد منابر پر پہلے مصر میں موجود عباسی خلیفہ کا ذکر کرتے، پھر تبریز میں موجود خان، پھر قونیہ میں موجود سلطان اور پھر مقامی حاکم کا تذکرہ کرتے۔

امارت عثمانیہ کا پھیلاؤ

ابتدائی غزوات اور قلعہ قرہ جہ حصار:

امارت سنبھالنے کے بعد عثمان کیلئے دو محاذ منتظر تھے: بازنطینی محاذ، اور ترکمانی امارتوں کا محاذ۔ جنہوں نے اس کے خلاف محاذ آرائی کھول دی خاص طور پر امارۃ کرمیانیۃ۔ لیکن عثمان نے اپنی امارت بازنطینی علاقوں میں وسعت دینے کو ترجیح دی۔ اس ابتدائی مرحلہ سے ہی امارت عثمانی کا بنیادی ہدف اس سیاست کو اپنانا تھا جو "دیار روم" کے خلاف غزوہ وجہاد کے مفہوم پر قائم تھی۔

کچھ روایات میں اشارہ ملتا ہے کہ عثمان کی رومیوں کے خلاف پہلی جنگ اس ہزیمت کا انتقام تھی جو اسے "ارمنی بلی" 683 یا 684 ھ بمطابق 1284 یا 1285 ء میں اٹھانی پڑی۔ جب بازنطینیوں نے بورصہ کے عامل " تکفور " کی قیادت میں عثمان کیلئے گھات لگائی تھی۔ باوجود یکہ عثمان کو اپنے جاسوسوں کی مدد سے اس گھات کا علم ہوگیا، لیکن اس نے بازنطینیوں کے خلاف جنگ کو ترجیح دی۔ جس میں اسے ہزیمت اٹھانی پڑی اور مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ اس ہزیمت میں اس نے اپنے کچھ افراد بھی کھوئے جن میں " صاروخان بیگ نجا" اس کا بھتیجا (عثمان کے بھائی "ساوجی بیگ " کا بیٹا) بھی شامل تھا۔ اس وجہ سے عثمان نے 685 ھ/ 1286 ء کو 300 جنگجوؤں کے ہمراہ قلعہ " قولاجہ حصار" کا رخ کیا جو کہ اینہ گول شہر سے دو فرسخ کے فاصلے پر جبل "امیر داغ" پر واقع تھا۔ رات کے وقت اس قلعہ پر حملہ کیا اور اسے فتح کر لیا۔

اس طرح سے عثمانی امارت شمال کی جانب بحیرہ ازنیق کی جانب وسعت اختیار کر گئی۔ قولاجہ حصار میں عثمانیوں کی اس فتح نے شہر پر مقرر رومی عامل کو بھڑکا دیا۔ وہ اس بات پر راضی نہ تھا کہ ایک سرحدی مسلم امیر کے تابع اور ماتحت ہو جائے، چنانچہ اس نے " قرہ جہ حصار " قلعہ پر متعین عامل کے ساتھ اتحاد قائم کر لیا۔ ان دونوں کے درمیان مسلمانوں کے خلاف قتال اور مسلمانوں کی جانب سے چھینی گئی بازنطینی سرزمین کو واپس لینے پر اتفاق طے پا گیا۔ چنانچہ "اکزجہ " کے مقام پر جو کہ "بیلہ جک" اور "اینہ گول" کے درمیان واقع ہے فریقین کا ٹکراؤ ہوا۔ خوں ریز

جنگ چھڑی جس میں "ساوجی بیگ" عثمان کا بھائی قتل ہوا، لیکن جنگ کا نتیجہ مسلمانوں کی فتح کی صورت میں نکلا۔ مسلمان "قرہ جہ حصار" قلعہ میں داخل ہو گئے۔ "بیلاطس" بازنطینی سپاہ کا قائد قتل ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عثمانیوں نے پہلی بار اس شہر میں کلیسا کو مسجد میں تبدیل کیا، جہاں پہلا خطبہ پڑھا گیا اور پہلا قاضی اور صوباشی حاکم شہر متعین کیا گیا۔ مؤرخین نے اس شہر کی فتح کی تاریخ میں اختلاف کیا ہے، بہرحال یہ شہر 685ھ/ 1286ء سے 691ھ/ 1291 کے درمیان فتح ہوا۔ عثمان نے اس شہر کو بلاد روم کی جانب پیش قدمی کیلئے بنیادی مرکز قرار دیا۔ اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم صادر کیا۔ یہ سیادت و سلطنت کے مظاہر میں سے پہلا مظہر تھا۔

عثمان کی حاصل کردہ یہ کامیابی اس وقت تک کی سب سے بڑی کامیابی تھی۔ چنانچہ سلجوقی سلطان "علاء الدین کیقباد سوم" نے سلجوقیوں اور اسلام کے نام پر عثمان کی حاصل کردہ ان کامیابیوں کی تہہ دل سے قدردانی کی اور عثمان کو "عثمان غازی"، "حارس الحدود عالی الجاہ" کا لقب عطا کیا۔ اسی طرح اسے "بیگ" کا لقب بھی عطا کیا۔ "اسکی شہر" اور "اینونو" کے گرد اس کی فتح کردہ تمام اراضی اسے سونپ دیں اور خصوصی حکم جاری کر کے اسے ہر قسم کے ٹیکس سے معاف کیا۔ اس کی جانب بہت سے تحائف بھیجے جو اس کی امارت اور سلطان کے نزدیک اس کے بلند مرتبہ ہونے کی دلیل تھے۔ جس میں طلائی جنگی پرچم، مہتر (بڑا طبل) طوغ (امراء کے سر پر رکھی جانے والی مخصوص کلاہ) سونے کی تلوار، چاندی کی زین اور ایک لاکھ درہم شامل تھے۔ یہ تحائف سلجوقی وزیر "عبدالعزیز" اور "قرہ جہ بالابان چاوش" اور "آق تیمور" لے کر آئے۔ اسی طرح سرکاری فرمان کے مطابق سلجوقی سلطان کی جانب سے عثمان کو اس کے ماتحت علاقوں میں اپنے نام سے خطبہ دینے کی اجازت تھی۔ اسی طرح اسے اپنے نام کا سکہ ڈھالنے کی بھی اجازت عطا کی۔ چنانچہ عثمان عملی طور پر ایک سلطان بن گیا، جس میں محض سلطان کے لقب کی کمی تھی۔

بیلہ جک، یار حصار اور اینہ کول قلعوں کی فتح:

قلعہ "قرہ جہ حصار" کی فتح کے بعد عثمان نے اپنی سپاہ کے ہمراہ شمال صقاریا کا رخ

کیااور وہاں دوقلعوں گوینوک اور "ینیجہ طاراقلی" پر حملہ کیا اور مال غنیمت سے واپس لوٹا۔ اس دوران میں عثمانی روایات کے مطابق عثمان کو اپنے رومی دوست " کوسہ میخائیل "ہرمنکایا کے حاکم سے اطلاع ملی کہ "بیلہ جک "اور "یار حصار" قلعوں کے حاکم کی جانب سے اس کے خلاف سازش تیار کی گئی ہے جس میں اسے بیلہ جک قلعہ میں اپنے بیٹے کی محفل شادی میں مدعو کر کے گرفتار اور پھر قتل کیا جائے گا۔عثمان نے یہ سنتے ہی ایک حربی چال تیار کی اور اپنے 40 شہسوار عورتوں کے لباس میں قلعہ کی جانب بھیجے۔ یہ سوار جب بیلہ جک میں داخل ہوئے تو انھوں نے اس شادی میں مدعو تمام لوگوں کو گرفتار کر لیا اور قلعہ فتح کر لیا۔

قابل ذکر بات یہ کہ اس واقعہ میں ایک عورت قید ہوئی جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ "تکفور" کی بیٹی تھی۔جس کا نام "ہولوفیرا" تھا جسے بعد میں نیلوفر خاتون کا نام دیا گیا۔ عثمان نے اس کا انتخاب اپنے بیٹے "اورخان" کیلئے کیا،جس نے اس سے شادی کی اور اس سے اس کا بیٹا "مراذ' پیدا ہوا۔اس طرح سے یہ پہلی اجنبی خاتون تھی جو کہ آل عثمان کے حرم میں داخل ہوئی۔عثمان نے ان دونوں قلعوں کی فتح کے بعد "اینہ گول" کے حاکم کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی جس نے پہلے بھی "قرہ جہ حصار" کے حاکم کے ساتھ مل کر عثمانیوں کے خلاف اتحاد قائم کیا تھا۔ تا کہ وہ اناطولیہ میں موجود باقی بازنطینی امارتوں میں سے کسی سیاتحاد قائم نہ کر سکے۔اس کیلئے اس نے "طورغودالپ" کی قیادت میں لشکر بھیجا تا کہ اینہ گول کا محاصرہ کر سکے اور پھر خود بھی ان کے ساتھ آ شامل ہوا اور اس شہر کو فتح کیا۔ایک روایت کے مطابق عثمان نے یہ قلعہ "طورغودالپ" کو عطا کیا۔اسی لیے اس شہر کے پہلے مسلم امیر کی نسبت سے اس کا نام بعد میں طورغودر کھا گیا۔

سلاجقہ روم کا سقوط اور امارت عثمانیہ کی خودمختاری:

عثمان نے اپنی متعدد فتوحات کے بعد اسے دو محوروں کی جانب پھیلانے کی کوشش شروع کر دی،جس کا مقصد جن بازنطینی شہروں کو وہ فتح کرنا چاہتا تھا انھیں کاٹ کر الگ کرنا تھا۔

چنانچہ اس نے مشرقی جانب سے ازنیق شہر کو جانے والا راستہ کاٹ دیا، مغرب میں لوبادیون۔ اولوباط- اور "اورانوس" کی جانب پیش قدمی کی اور پھر "اولوطاغ" کے پہاڑی سلسلے سے شمال سے جنوب کی جانب چکر کاٹ کر بورصہ کے مضبوط قلعہ بند شہر سے بچتے ہوئے جنوب مشرق میں اپنے مسلم ہمسایوں سے آملا۔ اس دوران بازنطینی سلطنت اپنے دارالحکومت اور بلقان میں فتنوں اور ہنگاموں کو بجھانے اور اناطولیہ میں اپنے دوسرے طاقتور حریفوں جیسا کہ قرمانیون اور ساحلی امارتوں کے خلاف محاذ آرائی میں مصروف تھی۔ چنانچہ ایک لمبا عرصہ تک وہ عثمان کے خلاف کوئی کاروائی نہ کر سکیں۔ جس نے اپنی امارت کو بازنطینی سرزمین میں توسیع دینے کیلئے آزاد پایا۔

اس دوران سلجوقی سلطنت اپنے آخری دن گزار رہی تھی۔ ترکمان امارتوں پر اس کا اثر ورسوخ دن بدن کمزور ہوتا جارہا تھا، ایل خانی منگول خاقان "محمود غازان" سلجوق سلطان "علاء الدین کیقباد" پر شدید غضبناک تھا، کیونکہ اس نے اپنے پایہ تخت کو سابق سلطان "غیاث الدین مسعود بن کیکاؤس" کے ساتھیوں اور حامیوں سے بڑی سختی سے صاف کرنا شروع کیا تھا۔ جس کی وجہ سے سلجوق عسکری اور سیاسی حلقوں میں اس کی مقبولیت کم ہوتی جارہی تھی۔ چنانچہ خاقان نے اسے تبریز میں طلب کیا جہاں کچھ روایات کے مطابق اسے قتل کر دیا گیا اور اس کی جگہ سلطان غیاث الدین مسعود کو بادشاہ مقرر کیا گیا۔ دوسری روایت میں تاتاریوں اور منگولوں کے جتھوں نے 699ھ/ 1300ء کو ایشیاء کوچک کے علاقوں پر حملہ کر دیا اور سلطان "علاء الدین کیقباد" اپنے دارالحکومت قونیہ میں قتل کر دیا گیا۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ غیاث الدین مسعود نے خود اسے حکومت حاصل کرنے کیلئے قتل کر دیا۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ علاء الدین کیقباد اپنی جان بچانے میں کامیاب ہوگیا اور بازنطینی بادشاہ کے ہاں اس کے دارالحکومت میں اس نے پناہ لی یہاں تک کہ وہاں اسے موت نے آلیا۔

بہرحال "غیاث الدین مسعود" کا دور اقتدار بہت مختصر مدت کیلئے تھا۔ یعنی 4 سے 6 سال کے دوران، اس کی وفات کے ساتھ ہی بالآخر سلاجقہ روم کی سلطنت کا اختتام ہوا۔ یہ بھی کہا

جاتا ہے کہ منگولوں نے اسے قتل کرڈالا اوراس کی مملکت کا خاتمہ کر کے ترکمان امارتوں کیلئے خود مختاری کا دروازہ کھول دیا۔سلجوقی سلطنت کے زوال نے عثمان کیلئے اپنے زیرتسلط علاقے میں خود مختاری کا دروازہ کھول دیا اوراس نے "پادشاہ آل عثمان" کا لقب اختیار کیا۔اوراپنا مقصد رومی قلعوں اورمحاذوں کودیاراسلام میں شامل کرنا بنالیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "سلطان علاءالدین سلجوقی" کی قونیہ میں وفات کے بعد، چونکہ اس کی اولاد نہ تھی،تمام وزراءاوراورمعززین اکٹھے ہوئے اورانھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب سلطنت سنبھالنے کی لیاقت عثمان غازی کےعلاوہ اورکسی میں نہیں، چنانچہ انھوں نے اسے اس کی پیشکش کی اورعثمان نے ان کی درخواست کوقبول کیااوراس تاریخ سے وہ سلطان بن گیا۔

اکثرعثمانی روایات میں اس بات کا اشارہ ملتاہے کہ عثمان نے خودمختارامارت 687ھ/1299ء میں قائم کی۔جبکہ بہت سے معاصر مؤرخین کے خیال میں یہ تاریخ صحیح نہیں، کیونکہ سلاجقہ روم کی سلطنت سلطان غیاث الدین مسعود کی 1306ء میں وفات پرہی ختم ہوئی اور شایدعثمانی تاریخ میں جس خودمختاری کا تذکرہ ہےاس سے مراد یہ کہ سلطنت انتظامی کمزوریوں کے باعث سرحدی امارتوں پراپنا تسلط کھوچکی تھی۔

امارت عثمانیہ کوعملی خودمختاری منگول خان ابوسعید بہادرخان کی 736ھ/1335ء میں وفات کے بعد ہی حاصل ہوئی جس نے اپنا جانشین مقرر نہ کیا اوراس کی وفات کے بعد منگول مملکت میں اندرونی تنازعات پیدا ہوگئے جس کے نتیجے میں اناضول کی امارتوں کوعملی خودمختاری حاصل ہوئی۔

معرکہ بافیوس:

عثمان نے امارت پراپنی گرفت مضبوط کرنے،اندرونی معاملات سے فراغت اور مفتوحہ علاقوں کےنظم ونسق درست کرنے کے بعد ایشیاءکوچک میں تمام رومی امراءکی جانب پیغام

بھیجا اورانھیں تین چیزوں میں اختیار دیا: اسلام، جزیہ، یا جنگ۔ چنانچہ ان میں سے کچھ نے اسلام قبول کرلیا جن میں سرفہرست " کوسہ میخائیل" عثمان کا قدیم دوست جوکہ اس کے خصوصی مقربین میں شامل رہا اور اس کی اولاد عثمانی تاریخ میں میخائیل اوغلو کے نام سے معروف ہے۔ کچھ نے خراج دینا قبول کیا اور باقیوں نے جنگ کا فیصلہ کیا۔ بازنطینی امراء کیلئے واضح ہوگیا کہ عثمان " بورصہ " کا گھیرا تنگ کرنا چاہتا ہے جوکہ اناضول میں بازنطینیوں کا سب سے مضبوط شہر تھا۔ تاکہ اس پر قبضہ کرنے کی راہ ہموار کی جاسکے اور اسے اپنی سلطنت میں شامل کیا جاسکے۔ چنانچہ انھوں نے مل کر 700ھ/ 1301ء میں عثمان کے خلاف جنگ کیلئے ایک صلیبی اتحاد قائم کرنے کی آواز اٹھائی، جس میں بورصہ، مادانوس، ادرھنوس، کتہ، کستلہ کے امراء شامل تھے۔

عثمانیوں نے "نیقومیڈیہ" شہر کا گھیراؤ تنگ کیا اور وہاں مضافات میں واقع گندم کے کھیتوں پر قبضہ کرلیا۔ جس کی وجہ سے بازنطینی انتہائی اہم معاشی ذریعہ سے محروم ہوگئے۔ رومیوں نے اس پکار پر لبیک کہا اور اناضول میں موجود رومی امارتوں نے اس ابھرتی مملکت کے خاتمہ کیلئے اتحاد قائم کرلیا۔ 1302ء کی بہار میں بازنطینی قیصر "میخائیل نہم" نے اپنی سپاہ کے ساتھ پیش قدمی شروع کی۔ یہاں تک کہ مگنیسیا کے جنوبی علاقے تک پہنچا اس کا ارادہ عثمانیوں کے ساتھ جنگ کر کے انھیں سرحدی علاقوں سے نکال باہر کرنے کا تھا، لیکن اس کے لشکر کی قیادت نے عثمانیوں کی تیاریوں اور اعلیٰ حربی صلاحیت سے متعلق موصول ہونے والی اطلاعات کے پیش نظر اسے روک دیا۔

درحقیقت عثمانیوں نے بازنطینیوں کا عظیم الشان لشکر دیکھ ان سے جنگ سے پہلو تہی اختیار کی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے بازنطینی چھوٹے قصبوں اور چوکیوں پر اپنے حملے جاری رکھے اور یکے بعد دیگرے ان پر قبضہ کرتے چلے گئے۔ یہاں تک انھوں نے بازنطینی قیصر کو گھیرے میں لے لیا اور مگنیسیا میں بالکل کاٹ کر رکھ دیا، چنانچہ اس کا لشکر جنگ کے بغیر ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگیا اور رومی پسپائی اختیار کر کے قسطنطنیہ لوٹ آئے۔ جبکہ ان میں سے کچھ نے

وہاں باقی رہے اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر آخر وقت تک مسلمانوں کے خلاف دفاع کو ترجیح دی۔

رومی بادشاہ کی جنگ کیلئے یہ پیش قدمی سرحدی مسلم شہروں اور بستیوں کیلئے تنبیہ اور یاددہانی تھی کہ ان کا وجود اس وقت تک خطرے میں رہے گا جب تلک وہ ایک طاقتور قائد کے پرچم تلے اتحاد قائم نہیں کر لیتے جو سلاجقہ روم کی سلطنت کے زوال کے بعد بازنطینی سیلاب کے سامنے بند باندھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ جب اس علاقے کے باسیوں نے عثمان میں اعلیٰ پائے کی قائدانہ وعسکری صلاحیتیں، دین اسلام کیلئے اخلاص دیکھا تو وہ اس کی مدد اور اس کے ساتھ اسلامی مملکت کی بنیادیں مضبوط کرنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جو ان کے بکھرے ہوئے علاقوں کو متحد رکھ سکے اور بازنطینیوں کے مقابلے میں ان کیلئے حفاظتی دیوار کا کام دے۔ اسی طرح عثمان کے ساتھ کچھ رومی سالار بھی آملے جنہوں نے اپنے علاقوں میں واپس جانے پر اس کے ماتحت کام کرنے کو ترجیح دی۔ اسی طرح بہت سی اسلامی جماعتیں عثمانیوں کے پرچم تلے آجمع ہوئیں، جیسا کہ "غزاۃ الروم" (رومی غازی) کی جماعت، یہ ایک اسلامی جماعت تھی جو کہ عباسی خلافت کے زمانہ سے ہی بازنطینی مملکت کے ساتھ ملنے والی سرحد پر پہرہ دیتی اور مسلمانوں کا ان کے حملوں سے دفاع کرتی۔ اس ذمہ داری نے رومیوں کے خلاف جنگ میں ان کے تجربات میں اضافہ کر دیا تھا۔ اسی طرح "الاخیان کے سالار جن میں: غازی عبدالرحمٰن، آقچہ خجا، قونور الپ، طورغود الپ، حسن الپ، صالتوق الپ، آیکود الپ، آق تیمور، قرہ مرسل، قرہ تکین، صامصا چاویش، الشیخ محمود اور ان کے علاوہ دیگر "اخیان" قائدین اور قدیم جنگجو جنہوں نے عثمان اور اس سے قبل اس کے والد ارطغرل کی زیر قیادت معرکے لڑے تھے۔ اسی طرح ان کے ساتھ "حاجیات روم" یعنی ارض روم کے حجاج کی جماعت بھی آملی، یہ علم شرعی اور مسلمانوں میں دینی امور کی فقہ پھیلانے کا فریضہ انجام دینے والی جماعت تھی، جن کا ایک بڑا مقصد مجاہدین کی معاونت کرنا تھا۔

اس دورانئے میں بازنطینی قیصر "اندرونیقوس دوم" نے اپنے بیٹے "میخائیل" کی

نیقومیدیہ میں مسلمانوں کیخلاف دفاع میں ناکامی کے بعد لشکر اکٹھا کرنا شروع کیا اور مختلف لشکر بھیجے جن میں مختلف دستے تھے اور اس میں موجود سپاہ کی تعداد 2000 تک پہنچتی ہے۔ ان میں سے نصف تقریباً آلانیون کے کرائے کے سپاہی تھے۔ جن کی قیادت "جرجس موزالون" کر رہا تھا۔ انھوں نے آبنائے باسفور عبور کیا یہاں تک کہ بافیوس وادی جا پہنچے۔ فریقین 1 ذوالحجہ 701 ھ/ 27 جولائی 1302 ایک کھلی وادی میں آپس میں ٹکرائے۔ عثمانی لشکر عثمان کے زیر قیادت 5000 سواروں پر مشتمل تھا۔ جنگ چھڑنے کے بعد جلد ہی رومیوں کی پہلی دفاع لائن میں شگاف پیدا ہوگیا۔ مقدمۃ الجیش کو ہزیمت ہوئی اور موزلان نے اپنی سپاہ کے ساتھ فرار اختیار کرتے ہوئے "نیقومیدیہ" میں پناہ لی۔ اس معرکہ کا اسلامی تاریخ میں بالعموم اور عثمانی تاریخ میں بالخصوص گہرا اثر ہے۔ کیونکہ اکثر مؤرخین کے نزدیک اس دن کی عثمانی فتح نے "مملکت عثمانیہ" کی عملی بنیاد رکھی۔ پروفیسر "خلیل اینالجک" کہتے ہیں: کہ اس معرکہ نے امارت عثمانیہ کو مستقل، عملی کردار ادا کرنے والی اور اپنی بقاء کی حفاظت کرنے والی مملکت کی خوبیاں اور خصوصیات عطا کیں اور اپنی ہمسایہ ریاستوں کیلئے یہ واضح کر دیا کہ اس کا لشکر سب سے بڑے دشمن کا سامنا کرنے اور اسے ہزیمت دینے پر قادر ہے۔ اسی طرح اس فتح نے عثمان کو کچھ عرصہ بعد از نیق اور نیقیہ شہر پر تسلط حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا اور بورصہ شہر کی فتح کی راہ ہموار ہوئی۔

بازنطینی اور منگولوں کے درمیان قربت:

اس فتح کے بعد عثمان نے مفتوحہ علاقوں کو اپنے اقارب اور لشکر کی قیادت پر تقسیم کیا تاکہ نئے علاقوں پر اسلامی تسلط مضبوط اور رومیوں کو وہاں گھسنے سے روکا جا سکے۔ چنانچہ اسکی شہر اپنے بھائی گندز بیگ کو، قرہ جہ حصار اپنے بیٹے "اورخان" کو، یار حصار "حسن الپ" کو "اینہ گول" طورغود الپ کو عطا کیا۔ اس دوران رومیوں کی بہت بڑی تعداد ایشیاء کوچک کے علاقوں کو چھوڑ کر قسطنطنیہ اور یورپ میں موجود بازنطینی علاقوں کی جانب کوچ کر گئی۔ عثمانیوں نے انھیں امان

عطا کی اور یہ اختیار دیا تھا کہ چاہیں تو اسلامی مملکت کے سائے تلے رہ لیں یا اپنے بھائیوں سے جا ملیں۔ چنانچہ بہت بڑی تعداد نے ایشیاء کوچک چھوڑنے کو ترجیح دی جبکہ کچھ لوگ وہیں ٹھہرے رہے۔ بازنطینی ایمپائر نے اس علاقے کی تیزی سے بدلتی ڈیموگرافی صورتحال کو دیکھ کر عثمانی پھیلاؤ کا دباؤ اور خطرے کی آہٹ کو محسوس کیا جوان کی آنکھوں کے سامنے پل رہا تھا اور وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ اس نے عثمانی سیلاب کے سامنے بند باندھنے کی کوشش کی اور جب براہ راست جنگ میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے ساتھ ساتھ اسے بلقان کی مشکلات کی جانب بھی توجہ دینے کی ضرورت تھی، تو اس نے اس مقصد کے حصول کیلئے سب سے بہترین ذریعہ منگولوں کے ساتھ اتحاد قائم کرنے میں پایا جو کہ مشرقی اور وسطی اناضول پر قابض تھے۔ چنانچہ اس نے خاقان محمود غازان کی جانب سفارت بھیجی جس میں اسے شادی کے ذریعے خاندانی قرابت اور منگول اور بازنطینی مملکت کے درمیان اتحاد قائم کرنے کی پیشکش کی۔

درحقیقت اس دورانئے میں منگولوں اور ممالیک کے مابین حالات انتہائی کشیدہ تھے۔ ان کشیدہ حالات نے بازنطینیوں کے ساتھ تعلقات استوار کرنے پر زیادہ توجہ دینے کا موقع فراہم نہ کیا۔محمود غازان اس وقت دمشق اور شام کے باقی علاقوں پر دوبارہ سے چڑھائی کی تیاری کر رہا تھا۔اس سے پہلے اس نے ایک سال قبل 699ھ/ 1299ء میں شام پر حملہ کیا تھا جس میں بہت سے اہل شام کو قتل کیا اور مملوک لشکر کو حمص کے قریب معرکہ وادی الخزاندار میں بھیانک شکست سے دوچار کیا، ممالیک منگولوں سے اس ہزیمت کا انتقام لینے اور اپنی سابقہ ہزیمت کے عار کو مٹانے کی تیاری میں مصروف تھے۔

چنانچہ 2 رمضان 702ھ/ 20 اپریل 1303ء کو منگول اور ممالیک دمشق کے قریب ایک خوں ریز معرکہ میں ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ یہ جنگ معرکہ شقحب یا معرکہ مرج الصفر کے نام سے معروف ہے۔جس میں ممالیک کو فتح ہوئی اور منگولوں کو بھاری ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس ہزیمت کے منگول سیاسی و عسکری حلقوں پر گہرے اثرات مرتب ہوئے اور اس ہزیمت نے

غازان کو کوئی بھی نیا دروازہ کھولنے سے باز رکھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس شکست کا صدمہ اسے اندر سے بری طرح کھا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سخت مریض ہو گیا اور اس کی ناک سے خون بہنے لگا، اپنے لشکر کے سالاروں پر شدید غضبناک ہوا اور ان میں سے کچھ کی سزائے موت اور کچھ کو ذلیل کرنے کا حکم دیا۔ اس شکست کے بعد زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہا، اور 6 شوال 703ھ/ 11 مئی 1304ء کو فوت ہو گیا، جس سے بازنطینی منگول اتحاد کی امیدیں دم توڑ گئیں اور عثمانیوں کو اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھنے کا موقع میسر رہا۔

ینی شہر اور ارد گرد کے علاقوں کی فتح:

شمال کی جانب معاملات اپنے قابو میں کرنے بحر اسود اور بحر مرمرہ تک پہنچنے، بازنطینی سلطنت کے لشکر کو شکست دینے اور اس بات کا اطمینان کر لینے کے بعد کہ وہ جلد سر اٹھانے کی قوت نہیں رکھتے عثمان نے جنوبی سرحد کی جانب اپنی توجہ مرکوز کر دی۔

اس سلسلے میں ینی شہر کے گرد رومی بستیوں، قصبوں اور قلعوں پر حملے شروع کر دیئے تا کہ اس شہر کی فتح کی راہ ہموار کی جا سکے۔ چنانچہ "یوند حصار" قلعہ کی جانب ایک بڑا لشکر بھیجا اور اسے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

پھر ینی شہر حملہ کیا اور وہاں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور اسے اپنا عارضی دارالحکومت بنایا۔ اسے قلعہ بند کیا، فصیلوں کو مضبوط کیا اور پھر بازنطینی شہروں کی جانب مہمات روانہ کرنا شروع کیں اور بہت سے قلعوں کو فتح کیا جن میں: لفکہ، آق حصار، قوج حصار، حصن کتہ، حصن کبوۃ، حصن یکیجہ طرا قلوا، حصن تکرر بیکاری، قلعہ مرمرۃ جق، قلعہ کوبری حصار شامل ہیں۔ درحقیقت مذکور قلعوں کی فتح ینی شہر کے گرد حفاظتی دیوار قائم کرنا تھی۔ اس طرح سے عثمان نے دارالحکومت کو بہت سے قلعوں سے گھیر لیا تا کہ کسی بھی خطرہ کو روکا جا سکے۔ اسی طرح بحر مرمرۃ میں خلیج مودانیا کے قریب واقع جزیرۃ" کالولیمنی" کو فتح کیا۔ جس سے عثمانیوں کا بورصہ اور قسطنطنیہ کو

ملانے والے آبی راستے پر تسلط قائم ہو گیا، اس کے ساتھ بورصہ اور ازنیق کے درمیان قلعہ "تریکوکا" پر قبضہ ہوگیا جو کہ ازنیق اور ازمیت کے درمیان آمدورفت کے راستوں کی نگرانی کا کام کرتا تھا۔ اس طرح سے عثمانی آبنائے باسفورس تک پھیل گئے۔فتوحات کے اس سلسلے نے بورصہ کے بازنطینی حاکم کو قلق میں مبتلا کر دیا۔ چنانچہ اس نے اپنی سپاہ کو اکٹھا کیا اور اترانوس، مادنوس تکہ، کستل کے امراء کے ساتھ اتحاد قائم کر کے عثمان کے خلاف جنگ کیلئے نکلے۔ ایک خوں ریز جنگ میں جسے "دینباز یا دیمباز'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے دونوں فریق آپس میں ٹکرائے۔ جس میں عثمانی فتح یاب ہوئے اور انھوں نے کستل اور مادنوس کو فتح کیا۔ ان دونوں کے امراء معرکہ میں قتل ہوئے، اسی طرح امیر " کتہ " گرفتار ہوا۔ جس کے انجام کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں، جن میں سے ایک کے مطابق اسے اس کے قلعہ کے سامنے سزائے موت دی گئی جس کے نتیجے میں اس کے حفاظتی دستے نے ہتھیار ڈال دیئے۔

جبکہ دوسری روایات کے مطابق وہ میدان معرکہ سے فرار ہوگیا اور "اولوباد" جا کر پناہ کی۔ عثمانیوں نے اس کا پیچھا کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کے حاکم کو یقین ہو گیا کہ اس میں عثمانیوں کے خلاف جنگ کی قوت نہیں جس کے نتیجے میں اس نے یہ قلعہ اس شرط پر عثمانیوں کے حوالے کیا کہ اس قصبہ کے سامنے موجود قلعہ کے اوپر سے کوئی بھی عثمانی مسلم گزر کر اندر نہیں جائے گا۔ عثمان نے اس کا مطالبہ کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔

کچھ روایات کے مطابق اس دوران عثمان نے جزیرۃ روڈوس پر یوحنا کے نائٹس کے خلاف بھی حملہ کیا جو کہ صلیبی جنگوں کے بعد اس جزیرے کو اپنا مرکز بنائے ہوئے تھے اور اسلامی بندرگاہوں اور ساحلی شہروں پر حملے کرتے تھے، مسلمانوں کی تجارتی کشتیوں کو لوٹ لیتے تھے مگر اسے فتح کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا، لیکن عثمانی مصادر میں اس قسم کے حملے کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔

بورصہ کی فتح

اس کے بعد عثمان نے بڑے الگ تھلگ شہروں پر توجہ مرکوز کی اور اس کے خیال میں

ابتداء بورصہ شہر سے کی جانی چاہئے۔ چنانچہ اس نے اس کے گرد اس سے بلند دو قلعے تعمیر کئے جنھوں نے اس کا محاصرہ کرلیا (ایک روایت کے مطابق تین قلعے) جن میں سے ایک " قابلجہ " میں دوسرا کوہ اولوطاغ کے دامن میں۔ پہلا قلعہ اس نے آق تیمور کو سونپ دیا اور دوسرے پر اپنے امراء میں سے ایک "بالابان" یا بالا بانجق بیگ کو متعین کیا۔ بورصہ قلعہ کا محاصرہ 10 سے 11 سال تک جاری رہا۔ اس لمبے محاصرے کی وجہ اس وقت تک عثمانیوں کے پاس قلعہ شکن ساز وسامان کی عدم موجودگی تھی اس کے ساتھ ساتھ یہ شہر انتہائی مضبوط اور قلعہ بند تھا۔ اس کے حفاظتی قلعہ کی لمبائی 3400 میٹر تھی، جس پر 14 عدد نگرانی کیلئے برج اور 6 دیوہیکل دروازے تھے۔ دو مضبوط فصیل تھیں۔ محاصرے کے دوران عثمان اور اس کے سالاروں نے امارت کے ہمسایہ علاقوں کو باقی ماندہ رومی قلعوں سے پاک کرنا شروع کردیا اور یکے بعد دیگرے انھیں فتح کرتے چلے گئے۔ ان قلعوں کے کچھ سالار اپنے دستوں کے ہمراہ عثمان کی خدمت میں بھی داخل ہوئے۔ ان میں سے کچھ نے اسلام قبول کرلیا۔ جبکہ کچھ نصرانیت پر باقی رہے۔ اس دوران عثمان کو مرگی کا مرض لاحق ہوگیا اور اس کیلئے شہر کے محاصرے کی قیادت کرنا آسان نہ رہا تو اس نے قیادت اپنے بیٹے اورخان کے سپرد کی اور کچھ لشکر کے ساتھ واپس دارالحکومت لوٹ آیا۔ اورخان نے بغیر جنگ یا لڑائی کے محاصرہ جاری رکھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے ساری دنیا سے کاٹ دیا۔ چنانچہ "مودانیا" کو فتح کرکے شہر کا تعلق سمندر سے کاٹ دیا۔ اسی طرح ادرانوس یا ادرنوس بورصہ کے جنوب میں کوہ اناضولی داغ پر واقع قصبہ فتح کیا جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ شہر کی کنجی ہے۔ عثمانیوں نے شہر کا سختی سے محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ وہاں کے حاکم اور حفاظتی دستے کے دل مایوسی سے بھر گئے اور بازنطینی قیصر کو یقین ہوگیا کہ شہر کا مسلمانوں کے ہاتھوں سقوط محض وقت کا مسئلہ ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ چنانچہ اس نے ایک مشکل فیصلہ کیا اور وہاں کے عامل کو شہر خالی کردینے کا حکم دیا۔ جس کے نتیجے میں شہر کے بازنطینی حفاظتی دستے نے انخلا کرنا منظور کیا اور اورخان 2 جمادی الاول 726 ھ/ 6 اپریل 1326 کو شہر میں داخل ہوا۔ شہر کے باسیوں نے عثمانیوں کی سیادت کو قبول کرتے

ہوئے جزیہ دینا قبول کیا۔انھیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا گیا۔حاکم شہر "اقرینوس" نے اورخان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے، پھراس کے سامنے اپنے قبول اسلام اوراس کے باپ عثمان کی بیعت کا اعلان کیا اوراس کی اطاعت میں داخل ہوگیا۔اقرینوس کا اکرام کرتے ہوئے اوراس طویل محاصرے کے دوران اس کی شجاعت وصبر کے اعتراف اورقدر دانی کے طور پر اسے بیگ کا لقب دیا گیا۔اس کے بعد سے اس کا شمار امارت عثمانیہ کے نمایاں سالاروں میں سے ہونے لگا۔اس طرز عمل سے شہر میں باقی ماندہ اوراردگرد کے قلعوں کے دیگر رومی سالار بھی متاثر ہوئے اورانھوں نے قبول اسلام کا اعلان کیا اورمملکت عثمانیہ کے پرچم تلے آملے،اس طرح سے ایک طویل انتظار کے بعد بورصہ شہر فتح ہوا،اورخان نے بڑی سرعت سے سکود کا رخ کیا تا کہ اپنے باپ کو یہ خوشخبری سنا سکے۔

اناضول میں وہ علاقہ جہاں عثمانی امارت قائم ہوئی

www.urduchannel.in

ایشیاء کوچک (اناضول) میں مملکت سلاجقہ روم کے سقوط کے بعد ترک امارتیں

ایشیاء کوچک
فرات
حلب
انطاکیا
مملکت قبرص
حماۃ
جزیرہ ارواد
حمص
طرابلس
جبیل
بعلبک
معرکہ وادی الخزندار
699ھ/1299ء
دمشق پر قبضہ
700ھ/1300ء
صیدا
صور
عکا
معرکہ شقحب-مرج الصفر
702ھ/1303ء
یافا
القدس
عسقلان
الخلیل
غزہ
کلومیٹر
میل
100